

## رسائل و مسائل

### شرح منافع کا تعین

سوال: ملٹی نیشنل دواساز کمپنیاں جن میں کئی ایک مقامی ہوتی ہیں، جو ادویات فروخت کرتی ہیں ان پر کسان سے تقریباً ۲۰۰ فی صد سے بھی زیادہ منافع لیا جاتا ہے۔ ان کو کسان کی فلاح و بہبود کا کوئی خیال نہیں ہوتا اور صرف اپنے کاروبار اور منافع کی فکر ہوتی ہے۔ ملازمین کی کارکردگی بھی اسی معیار پر جانچی جاتی ہے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا ان کمپنیوں کا یہ کاروبار جائز ہے؟ کیا ان میں ملازمت کرنا جائز ہے؟

جواب: دواساز اداروں اور دیگر اداروں میں منافع کی شرح سے متعلق آپ کے سوال کا محرک جذبہ لائق تعریف ہے۔ بلاشبہ اسلام استحصال (exploitation) مصنوعی طور پر حصول منافع کے لیے بازار میں مانگ پیدا کرنے، یا مال روک کر رکھنے کی شدت سے مخالفت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ تجارت کو اخلاقی اصولوں کا تابع بنایا جائے۔ چنانچہ آجر اور تاجر کا تعلق ہو یا تاجر اور صارف کا، ہر صورت میں اسلام عدل، توازن اور عدم استحصال کے اصول کو تجارت کی بنیاد قرار دیتا ہے۔

آپ نے سوال کیا ہے کہ بعض ملکی اور بین الاقوامی تجارتی ادارے کسانوں کے استعمال کی ادویات پر ۲۰۰ فی صد یا زائد منافع کھاتے ہیں، اس صورت میں ان کمپنیوں میں ملازمت یا ان کی اشیاء کی مارکیٹنگ کرنا شرعاً کہاں تک جائز ہے؟ اس سوال کے دو پہلو ہیں۔ ایک کا تعلق اس چیز سے ہے کہ کیا ایک تجارتی ادارے میں جو زیادہ منافع کما رہا ہو، ایک ایسے تجارتی ادارے کے مقابلے میں جو بہت واجب نفع کما رہا ہو، ملازمت کرنا افضل اور زیادہ نیکی کا باعث ہے۔ اگر غور کیا جائے تو کسی ادارے میں ملازمت کی بنیاد عموماً اس کا کم یا زیادہ نفع حاصل کرنا نہیں ہوتا، بلکہ جس کام کے لیے ملازم رکھا جا رہا ہے اور جس چیز کا کاروبار کیا جا رہا ہے، یہ دو باتیں فیصلہ کن ہوتی ہیں۔ اگر ایک ادارہ کیمیائی کھاد بنا رہا ہو اور دوسرا ادارہ شراب کشید کر رہا ہو، لیکن اس شراب کشید کرنے والے ادارے کے منافع کی شرح کم ہو تو کیا اس بنا پر کہ وہاں منافع کی شرح کم یا زیادہ ہے، ایک حرام چیز حلال ہو جائے گی؟

جہاں تک تعلق منافع کی شرح کا ہے، اگر آپ جائزہ لیں گے تو نہ صرف کیمیائی ادویات بلکہ استعمال

کی اشیا اور اشیائے تزئین میں بعض اوقات شرح نفع مناسب ہوگی اور بعض میں بے حد زیادہ، مثلاً ایک سنار یا سبزی یا پھل فروش تھوک مارکیٹ کے مقابلے میں عموماً ۱۰۰ فی صد یا اس سے زائد منافع رکھ کر اپنا مال فروخت کرتا ہے۔ کیا شرح منافع کی بنا پر اس کا کاروبار اور وہاں کام کرنے والے ملازم معصیت اور حرام کے مرتکب ہو جائیں گے؟

بلاشبہ ۲۰۰ فی صد نفع نامناسب نظر آتا ہے، لیکن صرف اس بنا پر کسی ایسے ادارے میں ملازمت کو حرام نہیں قرار دیا جاسکتا۔ ہاں، اس ادارے کے مالکان کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہوگی کہ وہ عوام کا استحصال نہ کریں۔ اس کے ساتھ ہی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ قیمتوں کے تعین میں عدم توازن کی اصلاح کے لیے ایسے ضوابط وضع کرے جن کے ذریعے کوالٹی کنٹرول اور قیمتوں کا مناسب اور عادلانہ نظام قائم ہو سکے۔ اسلام نے تجارت کا جو اخلاقی ضابطہ (work ethics) تجویز کیا ہے اس میں وہ حصول نفع کو اخلاقی اصولوں کے تابع بنانا چاہتا ہے اور ریاست کو نگرانی اور معاینے کا حق دیتا ہے۔ نبی کریمؐ بہ نفس نفیس بازار میں جا کر اجناس میں ہاتھ ڈال کر یہ یقین کیا کرتے تھے کہ جو مال اوپر رکھا ہے وہی اندر بھی ہے یا نہیں۔ اسلامی نظام معیشت میں جہاں اشیا کے معیار کی فکر اور پابندی کی جائے گی وہاں مناسب قیمتوں کا نظام بھی نافذ کیا جائے گا لیکن نفع کا تناسب کتنا ہو گا؟ اس کا انحصار خود کسی شے کی تیاری کے مراحل سے ہے۔ پیداواری ادارے سے لے کر صارف تک درمیان میں آنے والے افراد اور اداروں کے حق منافع کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ عادلانہ نظام میں بھی بعض اشیا میں منافع کا تناسب دیگر اشیا سے زیادہ ہو سکتا ہے (ڈاکٹر انیس احمد)۔

### لہو و لعب کی مجالس میں شرکت

س: پی ٹی وی ایوارڈ کی تقریب میں جو فی الاصل محفل موسیقی تھی، آپ کی شرکت پر حیرت ہوئی اور افسوس ہوا۔ آپ جیسی شخصیت کو جو ملک میں دین کی علامت ہیں، لہو و لعب کی مجلس میں دیکھ کر، ہم جیسے عام افراد پر کیا گزرتی ہے، شاید آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ ہم آپ سے مثال اور نمونہ پیش کرنے کی توقع رکھتے ہیں!

ج: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ الدین النصیحة، یعنی دین خیر خواہی، امر بالمعروف، خلوص نیت کے ساتھ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کرنے کا نام ہے۔ پی ٹی وی ایوارڈ کی تقریب میں شرکت کے حوالے سے آپ نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ بلاشبہ نص قرآنی پر مبنی ہیں اور اس حمیت دینی کا اظہار کرتے ہیں جو دین اور مندرجہ بالا حدیث کا مقصود ہے۔ ہمیں اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہماری صفوں میں ایسی بہنیں اور بھائی موجود ہیں جو تکلفات کو درمیان میں لائے بغیر اظہار حق